فرمیدہ اختر، ریسرچ اسکالر
شعبۂ فارسی، کشمیر یونیورسٹی۔

پنڈت نارائن کول عاجزؔ شخصیت و کارنامے

پنڈت نارائن کول عاجزؔ کا شمار کشمیر کے ایسے بلند پایہ تاریخ دانوں میں ہوتا ہے جنھوں نے تاریخ کشمیر کو اپنے قلم سے سینچا ہے اور اپنا نام کشمیر کے صف اوّل کے تاریخ دانوں میں ایک درخشندہ ستارے کی طرح روشن کیا ہے۔ اورنگ زیب کے عہد کی لکھی گئی تاریخوں میں پنڈت نارئن کول عاجزؔ کی تاریخ ''منتخب التواریخ'' معتبر اور مستند تاریخ ہے تاریخ مذکورہ پر روشنی ڈالنے سے پہلے یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ مصنف کے بارے میں باوثوق اطلاعات نہیں ملتیں۔[1] اگر ہماری وادی کشمیر کے غیر مسلم مورخین نے اپنی تاریخ میں اپنے متعلق واضح طور کچھ نہیں لکھا ہے کہ وہ وادی میں کس جگہ کے رہنے والے تھے اور اپنے آبا و اجداد کے متعلق بھی کچھ نہیں لکھا ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ نارائن کول عاجزؔ وادی میں کس جگہ رہتے تھے۔ اور ان کا پیشہ کیا تھا۔ کیا وہ سرکاری ملازم تھے اس میں شک نہیں کہ وہ کشمیری الاصل تھے اسی طرح بڈشاہ کے زمانہ کے مورخ جونراج اور اسکے شاگرد شری ور نے بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ وہ وادی میں کس جگہ رہنے والے تھے اور ان کے بعد پراجیہ بھٹ اور اس کے شاگرد شک پنڈت نے بھی اپنے متعلق اور جائے رہائش کے بارے میں واضح طور

پر کچھ نہیں لکھا ہے۔۲

افسوس اس بات کا ہے کہ مسلم تذکرہ نگاروں اور تاریخ دانوں نے موصوف کے حالات واقعات درج کرنے میں چشم پوشی کی ہے۔اس امر کی تصدیق پروفیسر پی۔این۔پشپ کہ اس عبارت سے ہوتی ہے۔

"Like Deddamari,again he comletely ignores the Non-Muslim poets and prose writers of Kashmir and makes not even the most oblique reference to any of them, even the top most like Munishi Bhawani Das Niku, Daye Ram Kachru Khshdil and Birbal Kachru "(3)

البتہ اتنا مسلمہ ہے کہ اُسے فارسی زبان وادب کے علاوہ سنسکرت زبان میں مہارت حاصل تھی، جب ہم پنڈت نارائن کول عاجزؔ کی تصنیف ''منتخب التواریخ'' کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف نہ صرف فارسی زبان کے اعلیٰ قدردان اور قلمکار تھے۔ بلکہ اُن کو عرؔبی زبان پر بھی خاطر خواہ عبور حاصل تھا۔انھوں نے اس طریقہ سے عبارتوں کا ترجمہ کیا کہ جن سے تاریخ میں دلچسپی اور مٹھاس سی پیدا ہوگئی۔اور اپنے علمی تجرّ کی وجہ سے اسے مغل صوبیدار عارف خان کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی۔

کشمیر میں تاریخ نویسی کی روایت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے۔یہ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے عہد حکومت میں کشمیر کوئی مستند تاریخ نہیں لکھی گئی۔البتہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد نارائن کول عاجز

Scanned with CamScanner

نے ''منتخب التواریخ'' لکھ کر تاریخ نویسی کے جمود و سکوت کو توڑ ڈالا۔ نرائن کول نے یہ تاریخ اورنگ زیب کے بیٹے شاہ عالم کے زمانے میں صوبیدار کشمیر عارف خان کے ایما پر ۱۱۲۲ھ بمطابق ۱۷۱۰ء میں لکھی ہے۔ عارف خان، جعفر خان، ابراھیم خان اور نوازش خان رومی کے دور نظامت میں نائب اور دیوان رہا تھا چنانچہ نارائن کول عاجزؔ ''منتخب التواریخ'' کے دیباچہ میں رقم طراز ہیں:

مصنف لکھتے ہیں: ''مسکین ضعیف نارائن کول المتخلص بہ عاجزؔ عفی عنہ در تتبع احوال و ماثر اقوال اسلاف روزگار و اختلاف زوالاقتدار گذرانیدہ از آنجا کہ پروردہ کار و بر تعہد و تربیت سرزمین جنت کشمیر است بنابر کثرت استماع اخبار از تواریخ کشمیر بر احوال راجھای ایالت نشان و سلاطین مکان این خطہ بیشتر وقوف داشتہ تا آنکہ در این ایام سعادت انجام کہ چہارم سال فرخندہ فال اعلیٰ حضرت ظل الٰہی مطابق (۱۱۲۲ھ) ہزار و یکصد و بست و دو ہجری است خان ذی شان عارف خان نائب و دیوان صوبہ کتب تواریخ کشمیر مولف بزبان سنسکرت کہ مورخان بذکر وجہ تسمیہ و احوال و آغاز عمارات و زراعت و مدت عدت سلاطین پرداختند جمع کرد و شنیدن واقعات و حالات رغبت نمود بہ کتاب تواریخ قدیم مولف بزبان سنسکرت پرداخت ما بیاری ایں خبر سامعہ پرواز زمین خاطر کدورت مآثر ایں ہیچمدان مضحکہ دانش پروران ہند سبز کردہ اکابر سر کشید و در جستجوی ترجمہ ملک حیدر کہ بنابر مبالغہ و طول کلدم پند بطائع خاص و عام نہ بود افتادہ واقعات ترجمہ مذکور باتفاق دانش پژوہان ہند با تاریخ کلہن پنڈت و مورخان دیگر کہ اعتماد را شایاب است مقابلہ نمود مبالغانی کہ طبیعت ارباب بصیرت بدان اقبال می نمود در ترجمہ مذکور مشہور بود متروک ساختہ واقعات بفارسی لچ

خالی تکلف در غایت اختصار وایجاز بقلم عجز رقم آوردہ تا طبع مطالعہ کنندگان ملال نیارد" ۵

اگر چہ اس سے پہلے جیسے آپ جان گئے کہ ملک حیدر خان چاڈورہ نے کشمیر کی تاریخ موجودہ حالات وواقعات کو مدنظر رکھ کر مرتب کی تھی۔ لیکن یہ تاریخ لوگوں کی نظروں سے قدرے اوجل ہی رہی چنانچہ عارف خان نے نارائن کول عاجز کو مطلب کر کے وہ مواد مہیا کیا جو انکو تاریخ لکھنے میں مددگار ثابت ہوسکتا تھا۔ یہ مواد سنسکرت زبان میں لکھا ہوا تھا۔ جسکو بعد میں ترجمہ کر کے دوبارہ تحقیق وتدوین کے ساتھ فارسی زبان میں مرتب کیا گیا۔ جیسا کہ مقدمے میں نارائن کول عاجز نے لکھا ہے کہ اس تاریخ کے ماخذوں میں کلہن پنڈت کی سنسکرت تاریخ "راج ترنگنی" حیدر ملک کی "تاریخ کشمیر" اور دوسری تاریخیں شامل ہیں۔ ۶

عاجز نے یہ تاریخ شاہ عالم کے چوتھے سال جلوس کے موقعے پر تصنیف کی۔ ۷ ڈاکٹر پارمو متذکرہ تاریخ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

Pandit Nareyan Koul,Pan Belonged to the past Aurangzeb Period.He appears to have been a steady and sober chronicler and a scholar of persian.His style is simple and readable,after Suka pandit Narayan Koul revived HindusTradition of his toriography after a gap of about a century.His Tarikhi-Kashmir is the first available Persian Chronicle compiled by a Kashmiri Brahaman in A.H.1122 (A.D.1710). (8)

واقعات کشمیر کے مولف متذکرہ تاریخ کے بارے میں لکھتے ہیں: "بعض ادب کمال کتب سطور را در نظر داشتہ۔ تا عہد قدیم خود ہم بنمو در سالہ درین باب قرار دادہ۔ قریب بہ ہماں عہد ہندوی ہم بکمال احمال اختصار نسخہ نوشتہ۔ چون ہمہ نسخ حاوی احوال حضرات اصل

کمال شروحا نبود'' [9]

پروفیسر محب الحسن کے بقول یہ تاریخ حیدر ملک کی تاریخ کی تلخیص ہے۔اور اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ [10]

سید حسام الدین راشدی نے اس تاریخ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔''منتخب التواریخ'' نارائن کول عاجز اساس برراج ترنگنی دارد۔ بنام عارف خان نائب دیوان صوبہ کشمیر ۱۱۲۲ھ نوشتہ شدہ''۔ [11]

مورخ غلام حسن کھویہامی اس تاریخ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''منتخب التواریخ'' منشی نارائن کول عاجز تا عہدِ عالم گیر حالات راجہ ہاو سلاطین بطور اختصار ضبط کردہ، منصفانہ گفتہ است'' [12]

تاریخ کے پہلے حصّے میں مصنف نے خطے کشمیر کے وجود یعنی ستی سر جھیل کی روایت سے اس تاریخ کا آغاز کیا ہے اور اسکے بعد سیاسی اُتار چڑھاؤ کے بارے میں بیان کرتے ہیں اور بعد میں اس خطہ کشمیر کی جغرافیائی حدوں پر نظر ڈالنے کے بعد لوگوں کے طرز بود باش اور ذریعہ آمدنی کو ذکر کرتے ہیں، جغرافیائی، سیاسی، معاشی اور علاقی قدروں پر نظر ڈالنے کے بعد مصنف عجائبات کشمیر پر بھی نظر دوڑاتے ہیں۔

پنڈت نارائن کول کی تصنیف کی اہمیت نہ صرف اُس وقت بھی تھی بلکہ بعد کے مورخوں نے بھی اسکو معلومات کا ذریعہ بنایا جسکی وجہ اس تصنیف کا تاریخ کشمیر کی دوسری مستند تاریخوں سے ایک ربط وضبط ہے۔ چنانچہ اس ربط وضبط اور تعلق کی وجہ سے بعد میں آنے والے مورخوں نے اس کام کو خوب سراہا ہے۔اپنی اہمت اور مقام کی وجہ سے اس تصنیف نے تاریخ کے علم سے آگاہی رکھنے والے لوگوں نے اچھا مقام

Scanned with CamScanner

دیا ہے۔ ایک خاصیت اس نسخہ کی یہ بھی ہے کہ آجتک یہ اپنی اصل حالت میں ہے جسکا ابھی تک کسی بھی دوسری زبان میں ترجمہ نہیں ہوا ہے۔

اس تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نہ صرف تاریخ دان بلکہ ایک اچھے شاعر بھی تھے اور اس تصنیف میں انھوں نے شاعری کو ایک خاص مقام دیا ہے جسکی وجہ سے یہ پڑھنے والوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جیسا کہ مصنف محمد شاہ عالم بادشاہ کی شان میں اس طرح شاعرانہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔

آن بر بزرگی ز بزرگان ترک   کز گہر اوست بزرگی بزرگ

تخت طرازندہ شاہنشہی   چتر فرازندہ ظل اللٰہی

جوہر گل گوہر دیہیم اُو   دور فلک بر خط اقلیم او

سر آلٰہی دل آمادنیش   خطبۂ شاہی خط پیشانیش ۱۳

دراصل یہ تصنیف تاریخی واقعات پر مبنی ہے جس میں سیاسات کا اثر زیادہ نظر آتا ہے جسکی کی وجہ ہے مصنف نے بھی سیاسی واقعات کو موضوعِ بحث بنایا ہے بادشاہوں کے حالات ان کا طرز زندگی سیاسی اُتار چڑھاؤ، اخلاق اوصاف اور طرز حکمران بھی اس تصنیف میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ چنانچہ اس مناسبت سے مصنف بادشاہ رینچوں کے عدل وانصاف پر نگاہ ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ بادشاہ نہ صرف انصاف اور عدل کا پیروکار تھا بلکہ اعلیٰ اخلاق اوصاف کا مالک بھی تھا۔ جیسا کہ وہ اس طرح رقمطراز ہیں:

''سلطان رینچوں در عدل و انصاف چنان بود کہ برادر وزیر اُورا بسبب اندک زیادتی کہ نسبت بماست فروشی کردہ بود بہ کشمیر سیاست از ہم گذرانید۔ اول

کسی کہ از سلاطین کشمیر شرف اسلام یافتہ بود او بود" ۱۴

چنانچہ یہ پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے کہ کشمیر میں اسلام کی آمد صوفیائے کرام کی خدمات کا نتیجہ ہے۔ اس مناسبت سے پنڈت نارائن کول عاجزؔ میر سید علی ہمدانیؒ کی خدمت کا خصوصیت سے تذکرہ کرتے ہیں۔ میر سید علی ہمدانیؒ کی کشمیر آمد کا ذکر دوسری منظوم سنسکرت تاریخوں میں نہیں ملتا لیکن پنڈت نارائن کول عاجزؔ نے اپنی تصنیف میں اُنکی آمد کا ذکر خصوصیت سے کیا۔ جسکے بارے میں وہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"در ایام دولت او (قطب الدین بادشاہ) جناب حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ قدس سرہ محط کشمیر را یقدوم برکت لزوم خود مشرف گردانیدہ اند۔ تاریخِ ورُود قدم ایشان چنین بسلک نظم کشیدہ اند۔

میر سید علی شہِ ہمدانؒ   سیر اقلیم سبعہ کردنکو

شد مشرف ز مقدمش کشمیر   اہل آن شہر از و ہدایت جو

سال تاریخ مقدم او را   جوی از مقدم شریف او ۱۵

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ (شیخ العالمؒ) کا کشمیر میں اسلام کی ترویج وترقی میں ایک اہم مقام ہے۔ اور شیخ العالمؒ کشمیر کی ایک ایسی ہستی ہیں جنکو نہ صرف ریاست کشمیر بلکہ ریاست سے باہر بھی لوگ ادب اور احترام کے اعلیٰ درجے سے نوازتے ہیں۔ پنڈت نارائن کول نے انکی بھی تعریف اور مقام کے بارے میں قلم کشائی کی ہے۔ حضرت شیخ العالمؒ کی ولادت باسعادت کے بارے میں اسطرح لکھتے ہیں:

"در زمان سلطنت قطب الدین نیز ولادت حضرت شیخ نورالدین قدس سرہ اللہ تعالیٰ آن عزیز طلوع نمود" ۱۶

حقیقت میں میر سید علی ہمدانیؒ کی آمد کے بعد کشمیر اور وسطی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ ایک خاص تعلق بن گیا تھا۔وہ تعلق چاہے تاجروں، سیاحوں یا صوفیاء کرام کی وجہ سے قائم رہا لیکن رہا ضرور۔مگر کشمیر صوفیائے کرام کی توجہ کا خصوصی مرکز بنا رہا۔ان لوگوں کے بارے میں پنڈت نارائن کول نے بیان بھی کیا ہے۔صوفیائے کرام کی خدمات پر نظر ڈالتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں کہ میر سید علی ہمدانیؒ کی آمد کے بعد آنکے بیٹے میر محمد ہمدانیؒ کی خدمات سرانجام دیں۔انھوں نے محلہّ علاالدین پورہ میں ایک خانقا تعمیر کروائی جہاں پر اُن کے والد محترم (میر سید علی ہمدانی) درس دیتے تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ سلطان سکندر نے کالی شری کا مندر ہٹا کر اس خانقاہ کو تعمیر کیا تھا لیکن پنڈت نارائن کول اس بات کی پوری طرح نفی کرتے ہیں کہ سلطان سکندر نے ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھایا جس سے دوسرے مذاہب کی
دل آزاری ہوئی ہو اور اُنھوں نے اس خانقاہ کے لیے کسی مندر کو ہٹایا ہے۔مزید پنڈت نارائن کول عاجزؔ اس بات کا تذکرہ خصوصیت سے کرتے ہیں۔اُن کی تصنیف کے مطابق یہ خانقاہ سلطان سکندر کی ذاتی سرائے کو ہٹا کر تعمیر کے بارے میں میر سید علی ہمدانیؒ اور سلطان سکندر کے درمیان ایک معاہدہ ۷۹۷ھ میں بھی طے پایا جسکی نقل آج بھی محفوظ ہے۔لیکن یہاں پر ہم اس کو ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

"نقل وقف نامہ میر سید علی ہمدانیؒ فقیر الحقیر محمد بن میر سید علی ہمدانیؒ ہے گوید کہ چون والد بزرگوار بہ اعانت و یاری پادشاہ سعادت یار سلطان قطب الدین

Scanned with CamScanner

در موضع علاوۂ الدین پورہ ور باط خود را و ایران نمودہ بنائے خانقاہِ معلیٰ کرد۔ سلطان مذکور از راہ طویت و اخلاص ہر صبح وشام برای جماعت خمسہ و اقامت جمعہ از محلّہ قطب الدین پورہ درین بقعۂ شریف و منزل حاضر مے بود۔ مقدار سی صد و ہشت (۳۰۸) درعہ طولاً درمیان دو مشرب یک صد و بیست درعہ عرضاً از دریای بہت تا بازار برای فناء خانقاہ معلیٰ وقف کرد شد۔ مقدار سی صد و بیست (۱۲۰) درعہ عرضاً از دریای بہت تا بازار برای فناء خانقاہِ معلیٰ وقف کردہ شد"۔ ۱۷

جب ہم اس معاہدہ کے کے اوپر نگاہ ڈالتے ہیں تو کہیں بھی مندر کے گرانے کا ذکر نہیں ملتا بلکہ یہ سلطان کی سرائے تھی جو اس نے خانقاہ کے لیے وقف کی تھی۔

پنڈت نارائن کول سلطان سکندر کے بار۔ے میں لکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سلطان کو بعض تاریخ دانوں نے بت شکن کا نام دیا ہے اور اس بات پر اُنھوں نے جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن جب ہم پنڈت نارائن کول کی تصنیف کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ سلطان نے بت توڑ وائے ہوں اور دوسرے مذاہب کی بے حرمتی کی ہو جو مندر بھی ٹوٹے تھے وہ ہندوؤں مہاراجاؤں کے زمانے میں ٹوٹے تھے نہ کہ سلطان سکندر کے زمانے میں بلکہ سلطان سکندر کے زمانے میں مندروں کی تعمیر اور سنگتراشی ایک عجوبہ روزگار ہے۔

پنڈت نارائن کول مزید سلطان سکندر کے بت توڑنے کے واقعات پر لکھتے ہیں کہ سلطان سکندر کو بت شکن قرار دینا سراسر زیادتی اور مبالغہ آرائی ہے۔ جون راج جس نے سلطان سکندر کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے خود ہی کئی جگہوں پر اس بات کی نفی بھی کرتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ چنانچہ نارائن کول جون راج کی بلاوجہ سلطان سکندر پر تنقید کو بے معنی قرار دیتے ہیں انکی تصنیف کے مطابق یہ سرسر سلطان سکندر کے کردار پر ایک داغ لگایا گیا۔ حالانکہ اسلام دوسرے مذاہب کے احترام اور مرتبے کا خاص خیال رکھتا ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ سلطان سکندر نے دوسرے مذاہب کی توہین کی تھی۔ سلطان سکندر کی اس بے گنائی کا ثبوت دینے کیلئے پنڈت نارائن کول حضرت عمر فاروق ؓ کے دور کا واقعہ قلمبند کرتے ہیں "جب حضرت عمر فاروق ؓ نے شہر مکہ پر فتح حاصل کرنے کیلئے افواج بجیں تو اُس وقت اُن کو خصوصیت سے نصیحت فرمائی کہ نہ ہی کسی بوڑے، عورتوں یا بچوں کو قتل کرنا اور نہ ہی دوسرے مذاہب کی توھین کرنا۔ ۱۸

اس بات کو آگئے بڑھاتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے اتنے بڑتے خلیفہ نے اس وقت دوسرے مذاہب اور لوگوں کا احترام کیا تھا اور پھر سلطان سکندر کے حوالے سے کہتے ہیں کہ وہ ایک سخی، فیاض اور رحم دل انسان تھے۔

اگرچہ عاجزؔ نے واقعات کو اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تاہم تاریخی کیا ہے۔ تاہم تاریخی واقعات مسلسل اور بڑی دلِ چسپی کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں۔ مثلاً سلطان مراد بخش کے دورِ حکومت کے بارے میں وہ یوں رقم طراز ہے:

"سلطان مُراد بخش عنانِ عزیمت از مراجعت بلخ بقصد صوبہ داری باین صوب معطوف رایات سلطان مزبور ازین صوبہ بجانب حضور حسن بیگ اوزبک بحراست"۔ ۱۹

نارائن کول عاجزؔ نے اپنی تاریخ میں منصفانہ اور محققانہ حالات وواقعات لکھئے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ میرزا حیدر دوغلت کا ذکر اس کے اوصاف کے بارے میں لکھتا ہے۔ ''الحاصل میرزا حیدر مدت دہ سال در انتظام ولایت کشمیر سعی بلیغ نمود اقسام محرقہ دار باب صناعات را از ہر جا طلب داشتہ در مقام رونق و رواج ملک شد وعلی الخصوص موسیقی را بازار گرم گشت وانواع ساز درمیان آورد۔ اہل فضل وکمال را بسیار دوست داشت ورعایت این طبقہ بسیار کرد''۔

اسی طرح سلطان زین العابدین بڈشاہ کی تعریف کی ہے اور اُس کے عدل وانصاف کو سراہا ہے اور لکھا ہے وہ بلالحاظ مذہب وملت رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھتا تھا اور ہر مذہب کے عالموں کی قدر افزائی کرتا تھا اور لکھا ہے کہ اس نے بہت ساری سنسکرت میں لکھی گئی کتابوں کا عربی وفارسی میں ترجمہ کروایا اور اسی طرح عربی وفارسی میں ترجمہ کروایا اور اسی طرح عربی وفارسی کتابوں کا ہندی میں ترجمہ کروایا وہ لکھتا ہے:

''سلطان زین العابدین بسیاری از کُتب عربی وفارسی بفرمودہ اوراہندی کردہ اند کتاب مہابھارت کہ از کتب مشہور ہند ااست بفارسی ترجمہ شد۔ سلطان بزبان ہندی تبتّی وفارسی وغیرہ تمام ومہارت کلی داشت''۔ [20]

پنڈت نارائن کول عاجزؔ نے اکبر کے ساتھ کشمیریوں کے کسی معاہدہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب اکبر بادشاہ قاسم خان کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا تو اُس کی رہنمائی حیدر چک ولدہ یوسف چک اور حضرت شیخ یعقوب صرفیؒ کرتے تھے۔ نارائن کول عاجزؔ نے اگرچہ ''منتخب التواریخ'' کے دیباچہ میں سادہ نویسی کا دعویٰ کیا ہے تاہم مجموعی طور پر یہ تاریخ تصنع سے خالی نہیں ہے وہ واقعات کو

Scanned with CamScanner

بیان کرتے وقت مرصع نگاری اور عبارت آرائی سے کام لیتا ہے۔ لیکن اختصار بیان کی وجہ سے یہ تاریخ لوگوں میں بہت مقبول رہی ہے۔ جس کا قدری اشارہ اس طرح ملتا ہے کہ اس تاریخ کے متعدد نسخے دُنیا کے مختلف کُتب خانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں اور یہ تاریخ آیندہ مورخوں کے لئے راہِ مشعل ثابت ہوئی ہے۔

بہر حال جب ہم پنڈت نارائن کول کی اس تصنیف پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مصنف نے تما حالات و واقعات کو تحقیق و ترتیب کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا ہے کہیں بھی ہمیں مبالغہ آرائی اور طرف داری کی کوئی گنجائش نظرنہیں آتی۔ اگر طرف داری یا مبالغہ آرائی کی گنجائش ہوتی تو وہ ضرور ایک غیر مسلم ہونے کے ناطے سلطان سکندر کے معاملے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے لیکن انھوں نے اپنے ایک حقیقی تاریخ دان ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے انصاف کے ساتھ محقق کے تمام تقاضوں کو پورا کیا ہے۔

تاریخ معاصر عہد کے حالات پر ختم ہوتی ہے۔ آخر میں کشمیر کے آب وہوا کی تعریف میں ایک نظم ہے۔ جس کے کچھ اشعار حسب ذیل ہیں:

ز آب خضر روشن تر سوادش ز فردوس است نیکو تر نہادش
باین دعوی دلیلی ہست روشن نمایان تر چو مہر پرتو افگن
بہشت وجوی شیرش آبشار است سوادش سرمۂ چشم بہار است
چہ کشمیر آبروی ہفت کشور غلط گفتم ز جنت تازہ و تر
عجب آب وہوای دارد این خاک کہ دل را از کدورت میکند پاک [21]

جیل ڈل کی تعریف میں رطب اللساں ہیں:

Scanned with CamScanner

بزیبای مصفا چون رخ حور   نہ تالاب است دریاست پر نور
شب مہتاب سیر روی دریا   کند آئینہ دل را مصفا
سکندر آب اگر زین چشمہ میخورد   ز بہت چشمۂ حیوان نمی مرد [۲۲]

حواشی

۱۔ بٹ غلام رسول، مورخین کشمیر کی فارسی تاریخیں، ص ۱۴۷ تا ۱۴۸

۲۔ ایضا

۳۔ پشپ پروفیسر پی۔ این۔ تاریخ حسن (انگیریزی مقدمہ) جلد چہارم، تذکرہ شعرا فارسی کشمیر، ص ۱۵

۴۔ بٹ غلام رسول، مورخین کشمیر کی فارسی تاریخیں، ص ۱۳۲

۵۔ راشدی سید حسام الدین تذکرہ شعراء کشمیر، ص، ۴۰، پارمو۔ ار۔ ک۔ مسلم روا این کشمیر، ص، ۱۳۰

۶۔ عاجز نارا ین کول، منتخب التواریخ مقدمہ

۷۔ ایضا

۸۔ سروری پروفیسر عبدالقادر سروری، کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ، ص، ۱۸۳

۹۔ پارمو۔ ار۔ ک۔ مسلم روا این کشمیر، ص، ۱۳۰

۱۰۔ دیدہ مری خواجہ محمد اعظم، مقدمہ ص، ۳۔۴

۱۱۔ پروفیسر محبّ الحسن ''کشمیر سلاطین کے عہد میں'' اردو مترجم علی محمد عباسی

۱۲۔ راشدی سید حسام الدین، تذکرہ شعراء کشمیر، ص ۹۲۶

Scanned with CamScanner

۱۳۔ کھویہامی پیر حسن شاہ، تاریخ حسن جلد اول، ص، ۳۷۵

۱۴۔ بٹ غلام رسول، مورخین کشمیر کی فارسی تاریخیں، ص ۱۳۴

۱۵۔ عاجز نارائن کول، منتخب التواریخ، قلمی نسخہ، ایکسیشن ۱۱۹۳، فولیو الف ۶۴

۱۶۔ بٹ غلام رسول، مورخین کشمیر کی فارسی تاریخیں، ص ۱۳۵

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۳۶

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۱۷

۲۱۔ ایضاً، ص ص ۲۱۵

☆☆☆